اَمَن کا گہوارہ

مکّۃ المکرمہ

مرتّبہ

حور جہاں بشریٰ داؤد

شائع کردہ

نظارت نشر واشاعت قادیان

نام کتاب	:	امن کا گہوارہ مکّۃ المکرّمۃ
مرتبہ	:	بشریٰ داؤد صاحبہ
پہلی اشاعت	:	لجنہ اماءاللہ کراچی پاکستان
پہلی اشاعت انڈیا	:	2008
بار دوم	:	2011
تعداد	:	1000
مطبع	:	فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان
ناشر	:	نظارت نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان گورداسپور (پنجاب) بھارت

ISBN: 978-81-7912-182-5

عرض ناشر

لجنہ اماء اللہ کراچی پاکستان نے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر احباب جماعت کی معلومات اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کم از کم سو کتب شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ جس کے تحت مختلف افراد کی طرف سے مرتب کردہ یا تصنیف کردہ کتب شائع کی گئیں۔ یہ کتب نہایت آسان اور عام فہم سادہ زبان میں لکھی گئیں تا کہ ہر کوئی آسانی سے اسے سمجھ سکے۔ ان میں سے کتابچہ ''امن کا گہوارہ مکہ مکرمہ'' سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے نظارت نشر و اشاعت قادیان کے تحت شائع کیا جا رہا ہے۔ والدین اپنے بچوں کو اس کتاب کا مطالعہ کروائیں تا ہمارے بچے دنیا کے مقدس شہر مکہ مکرمہ سے روشناس ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے مبارک کرے اور نافع الناس بنائے۔

ناظر نشر و اشاعت قادیان

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ لجنہ اِماءُ اللہ ضلع کراچی کو جشنِ تشکّر کے موقع پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس موقع پر جہاں بڑوں کے لئے کُتب شائع کی گئی ہیں وہاں ننھے بچّوں کے لئے بھی نصاب اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے موضوع پر کتابیں شائع کی گئی ہیں۔

لجنہ کے منصوبہ میں یہ شامل ہے کہ پیارے بچّوں کو دُنیا کے مقدس شہروں سے بھی روشناس کرایا جائے۔ الحمدللہ سب سے پہلے دُنیا جہاں کے مقدس ترین شہر امن کا گہوارہ ''مکّہ مکرمہ'' کے نام سے کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بچّوں کے عِلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے زیادہ پیار کرنے والا ہے اپنے بندوں کے لئے اپنی صفات کا آئینہ بنا کر سیّدِ ولدِ آدم حضرت **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلّم کو خیر البشر کے مقام پر فائز کر کے دنیا میں مبعوث فرمایا ہے اور یہ حسین وجمیل دُنیا اس مقدس نبی کی خاطر تخلیق کی۔

لَوْ لاکَ لما خلقت الافلاک

یہ ایک ازلی ابدی فیصلہ تھا۔ اللہ پاک نے یہ احسان کیا کہ اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس دُنیا میں آمد سے ہزاروں سال پہلے وہ مقدس شہر آباد کیا جس میں اس نبیؐ نے پیدا ہونا تھا۔

بچّو! مکّہ مکرمہ کو آباد کرنے کا طریق بھی معجزے سے کم نہیں، یہ ایک بہت دلچسپ اور انوکھا واقعہ ہے۔ اس مقدس شہر کو آباد کرنے کے لئے قربانیاں پیش کرنے والوں میں

حضرت ابراہیم اور اُن کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہم السلام شامل ہیں۔ عورتوں کے لئے باعثِ فخر حضرت ہاجرہ ؓ بھی ہیں۔ یہ ایک عظیم الشان قربانی تھی۔ اتنی عظیم اور دلچسپ کہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں صرف اور صرف خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس مقدس شہر اور مقدس پیشوا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سچّی اور پکّی محبت عطا کرے اور اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یہ کتاب پیارے بچّوں کے ساتھ پیار کرنے والی اور اُن کے لئے کتابیں لکھنے والی عزیزہ بشریٰ داؤد نے تحریر کی تھی۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو چکی ہیں...... قارئین دُعا کریں کہ جس پیار کے ساتھ اُس نے اپنے آقا و مولیٰ مقدس نبیؐ کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اس مقدس نبیؐ کے قرب میں جگہ عطا کرے۔

یہ کتاب بچوں تک پہنچانے میں لجنہ کراچی کے شعبۂ اشاعت کی سیکریٹری عزیزہ امۃ الباری ناصر اور عزیزہ برکت ناصر و عزیزہ رفیعہ محمد صاحبہ کے علاوہ جن ہاتھوں سے یہ کتاب گزری ہے سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے اور خود ان کی جزاء بن جائے۔ آمین اللھم آمین

سلیمہ میر

صدر لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

پیارے بچّو! یہ تو آپ جانتے ہیں کہ یہ دُنیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے بنائی۔ اور انسان کو آہستہ آہستہ ترقی دے کر اس قابل بنایا کہ وہ آپؐ کا استقبال کر سکے اور آپؐ کی باتیں سمجھ سکے۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کو پیدا کرنے کے لئے جس جگہ اور جس شہر کو چُنا وہ بھی برکت والا اور امن والا ہے۔ (سورۃ التین) اور یقیناً وہ شہر مکّہ ہے جس کو پہلے بکّہ کہتے تھے۔ (آل عمران: ۹۷) یہ ایک وادی ہے۔ وادی پہاڑوں کے درمیان کے میدانی علاقہ کو کہتے ہیں۔ مکّہ میں دو پہاڑیاں صفا اور مروہ ہیں۔

اَب میں آپ کو اُسی عجیب وغریب شہر کی کہانی سناتی ہوں۔ آپ خیال کریں گے یہ شہر عجیب وغریب کیسے ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ کو پسند کیا اس وقت یہ بالکل ویران صحرا تھا۔ اس میں پانی تھا نہ گھاس، نہ درخت تھے نہ آبادی تھی۔ صرف اس وادی میں ہی نہیں بلکہ دُور دُور کسی انسان کا نشان تک نہ تھا۔

اب بچّو!

دیکھنا کہ خُدا تعالیٰ کس طرح اس بے آباد علاقے کو ترقی دیتا ہے کیونکہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کوئی بڑا آدمی کسی علاقہ میں جاتا ہے تو اس شہر کو صاف کیا جاتا ہے، سجایا جاتا ہے اور وہاں انسان جمع ہو کر اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اِسی طرح جتنے بڑے رُتبے کا آدمی ہوتا ہے تیاریاں بھی اُسی کے مطابق ہوتی ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ اگر تھوڑی سی دیر کے لئے کسی جگہ پر ٹھہریں تو اس کو بھی کئی کئی دن پہلے سجایا جاتا ہے۔

پھر بھلا اس دُنیا کا سب سے عظیم انسان، خُدا کا سب سے پیارا اس کا محبوب بادشاہوں کا بادشاہ نہ صرف دُنیاوی بلکہ روحانی بادشاہ نے جس جگہ پر آنا ہو اُس کے مطابق تیاری بھی تو کرنی تھی۔ اور ذرا سوچو تو کیا شان تھی اس انسان کی جس کی آمد کے لئے

خود خُد ا تیاری کر رہا تھا۔ اس علاقہ کو آباد کر رہا تھا، سجا رہا تھا اور انسانوں کو جمع کر کے لا رہا تھا کہ وہ دُنیا کے سارے انسانوں سے بڑھ کر اُس کے محبوب سے محبت کریں۔ اس کی خاطر قربانیاں دیں اور خُدا کے بعد سب سے زیادہ اُسی سے پیار کریں اور ظاہر ہے کہ یہ انوکھے انسان اسی لیے جمع کئے گئے کہ انہوں نے خُدا کے پیارے کا استقبال کرنا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے خُدا تعالیٰ کے ایک پیارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے آپؑ کی تین بیویاں تھیں۔ ایک حضرت سارہ جو ان کی رشتہ دار تھیں اور دوسری بیوی حضرت ہاجرہ[1] تھیں جو مصر کے بادشاہ کی بیٹی تھیں، تیسری بیوی کا نام قطورا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ۸۰ سال سے زیادہ عمر کے ہو گئے تھے لیکن ابھی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کوئی اولاد نہ دی تھی۔ آپ اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دُعائیں کرتے رہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ تھا اس لئے مایوس نہ تھے۔

آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعاؤں کو سُنا اور ایک فرشتے نے حضرت ہاجرہ کو بشارت دی کہ خُدا تعالیٰ آپ کو ایک بیٹا عطا کرے گا اور اس بچّے کا نام اسمٰعیل رکھنا۔[2]

اسمٰعیل کے معنی ہیں ''خُدا نے سُن لی۔''

ساتھ یہ خوشخبری بھی دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میں تیری اولاد کو بڑھاؤں گا کہ وہ گنی نہ جا سکے گی۔''[3]

بچّو! حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پیدا ہوئے۔ آپؑ کے بزرگوں کی کیا شان تھی کہ باپ خُدا کا نبی، ماں مصر کی شہزادی اور بیٹا

---

[1] بعض پرانے عالموں نے تحقیق کے ذریعہ جس میں ایک یہودی عالم جس کا نام (ہشام) ہے اس نے توریت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہاجرہ شاہِ مصر کی لڑکی تھیں۔ (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۱)

[۲، ۳] دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۶۵ و پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۰، ۱۱

بھی نبی جو دُعاؤں کے طفیل بشارتوں اور پیشگوئیوں کے ساتھ پیدا ہونے والا بابرکت وجود تھا۔اب سنئے ان ماں بیٹے کے ساتھ کیا ہوا؟

حضرت سارہؓ کے کوئی اولاد نہ تھی انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ ان ماں بیٹے دونوں کو گھر سے نکال دیں۔ یہ سُن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت افسردہ ہو گئے۔قدرتی امر تھا کہ بڑھاپے میں اتنی دُعاؤں کے بعد پیدا ہونے والا بچہ۔گھر سے نکالنا آسان نہیں ہوتا دل تو بُرا ہونا ہی تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلّی دی اور کہا کہ پریشان نہ ہو مجھے ہاجرہؓ کے فرزند سے ایک قوم بنانا ہے۔اس لئے کہ وہ تیری نسل ہے۔[1]

بچّو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خُدا تعالیٰ نے ایسی فطرت دی تھی کہ وہ اپنے مولا کی ہر بات کو خواہ وہ بظاہر کتنی ہی مشکل نظر آئے ضرور مان لیتے تھے۔اب بھی ایسا ہی ہوا اور انہوں نے اللہ پاک کی بات مانتے ہوئے کھانے کا کچھ سامان رکھا اور پانی کا چھوٹا سا مشکیزہ لیا۔ننھے اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرؓہ کو ساتھ لیا اور خُدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چل پڑے۔میلوں فاصلہ طے کر کے جب آپ عرب کے علاقے حجاز کے اندر مکّہ کی وادی میں پہنچے تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں خُدا نے اِن کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ اُس وقت اس ویران جگہ پر نہ پانی تھا نہ گھاس تو بھلا انسان کیسے ہوتا۔لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑے حوصلہ اور ہمت کے ساتھ اُن کو وہاں چھوڑا۔کھانے پینے کا سامان رکھا اور واپسی کے لیے مُڑے۔

حضرت ہاجرہؓ شوہر کو واپس جاتا دیکھ کر بے قرار ہو گئیں۔پوچھنے لگیں۔

''آپ ہمیں اِس طرح اکیلے چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں۔ہم سے کیا قصور ہو گیا ہے جس کی ایسی سزا دے رہے ہیں۔''

وہ بے چینی کے عالم میں بار بار سوال دہراتی ہوئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

---

[1] پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۰ تا ۱۳

پیچھے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔

اِدھر حضرت ابراہیم علیہ السلام دکھ کی وجہ سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش میں تھے۔کوئی جواب نہ دے سکے۔آخر بیوی کی بے قراری سے بے چین ہو کر بڑے صبر اور سکون سے بیوی کی طرف دیکھا اور آسمان کی طرف انگلی اٹھا دی جس سے وہ نیک عورت فوراً سمجھ گئیں کہ یہ خُدا کا حکم ہے۔اس پر اس عظیم عورت نے کہا آپ فکر نہ کریں اگر یہ خُدا کا حکم ہے تو وہ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

دیکھا بچّو! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کی دادی کی خُدا سے محبت اور اس پر یقین کہ اس کی راہ میں دی ہوئی قربانی ضائع نہیں ہوتی۔

پھر حضرت ہاجرہؓ واپس آ گئیں اور متوکّل ہو کر بچّے کے پاس بیٹھ گئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی۔

''اے ہمارے رب میں نے اپنی نسل کے ایک حصّہ کو اس بنجر اور غیر آباد وادی میں تیرے عزت والے گھر کے پاس بسایا ہے۔اے ہمارے رب میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے کہ وہ تیری عبادت کریں اور تیرے لئے ان کی زندگی وقف ہو۔تو لوگوں کے دِل ان کی طرف جھکا دے اور اِن کو اچھے اچھے پھلوں سے رزق دے تا کہ وہ تیرے شکر گزار ہوں،،　　　(ابراہیم:۳۸)

پیارے بچّو! اب ہوا یہ کہ کھانے پینے کا سامان تو بہت تھوڑے عرصہ میں ختم ہو گیا۔اب اس ننھے بچّے کو پیاس لگی۔حضرت ہاجرہؓ پریشان ہو گئیں۔اِدھر اُدھر پانی تلاش کیا لیکن پانی ہوتا تو ملتا۔

پھر یہ ہوا کہ جیسے جیسے بچے کی پیاس بڑھ رہی تھی۔حضرت ہاجرہؓ کی بے قراری میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔آخر ننھے اسمٰعیل کی حالت خراب ہونے لگی تو وہ تڑپ اُٹھیں اور بے ساختہ آسمان کی طرف مُنہ کر کے رو پڑیں گویا خُدا سے فریاد کر رہی تھیں۔پھر پانی کی

تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگیں۔ بھاگتے ہوئے کبھی صفا کی پہاڑی پر چڑھ جاتیں کبھی اُتر کر بچّے کو آکر دیکھتیں اور پھر بے قرار ہو کر مَروہ کی پہاڑی پر چڑھ جاتیں اور دُور دُور تک نظر دوڑاتیں کہ کہیں پانی نظر آجائے یا کوئی قافلہ نظر آجائے جس سے پانی لے کر اپنے معصوم بچّے کی پیاس بجھا سکیں۔ لیکن کوئی ہوتا تو نظر آتا۔ اس بے چینی اور بے قراری میں انہوں نے دونوں پہاڑیوں کے سات چکر لگائے ساتھ ہی اپنے مولا سے رو رو کر دُعائیں کرتیں کہ:

''خُدایا ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالنا، ہمیں تیری رضا کی خاطر یہاں چھوڑا گیا ہے۔ تو ہی ہمارا مدد کرنے والا اور پریشانیوں کو دُور کرنے والا ہے۔''

آخر خُدا کا کرنا کیا ہوا کہ ساتویں چکر میں ان کو ایک آواز آئی۔

''اے ہاجرہ خُدا نے تیری اور تیرے بچّے کی سُن لی۔''

اس آواز کو سُن کر وہ فوراً پلٹیں اور بچّے کی طرف دوڑیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام روتے ہوئے پاؤں رگڑ رہے تھے وہاں کی زمین گیلی ہے انہوں نے جلدی جلدی ہاتھوں سے مٹی ہٹائی تو پانی پھوٹ پھوٹ کر نکل پڑا۔ جلدی سے بچے کو پلایا خود بھی پیا اور خُدا کی حمد اور اس کا شکر بجالائیں اور اس انعام پر حیران رہ گئیں۔ بار بار اُس جگہ جہاں پانی تھا نظر جاتی جہاں کچھ دیر پہلے کچھ نہ تھا۔ اب پانی ذرا تیزی سے نکلنے لگا تو بے ساختہ اُن کے مُنہ سے نکلا زمزم یعنی ٹھہر ٹھہر اور انہی الفاظ پر اس مقدس چشمہ کا نام ''زمزم'' پڑ گیا۔

حضرت ہاجرہ ؓ نے سوچا کہ اگر پانی کو روکا نہ گیا تو یہ بہہ کر کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ اُنہوں نے اس کے گرد پتھر رکھ دیئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''خُدا ہاجرہؓ پر رحم کرے اگر وہ اس پانی کو نہ روکتیں تو یہ ایک بہنے والا چشمہ بن جاتا۔''

نیز فرمایا کہ ''حج میں صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہؓ کی مقدس یادگار ہے۔''(سیرۃ ابن ہشام)

پیارے بچو!

دیکھا آپ نے، کس طرح خُدا تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے لئے انتظام کیا۔صحرا میں پانی مل گیا۔کوئی بھی انسان جب اپنے آپ کوخُدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرتا ہےتو خُدا تعالیٰ اس کی ہرحرکت اور ہرحالت کو پسند فرماتا ہےاور دوسرے نیک بندوں کے لئے یادگار بنا دیتا ہے۔ رہتی دُنیا تک اس کے نیک بندے ان پر رحمتیں نازل ہونے کی دُعائیں کرتے رہتے ہیں۔

ہاں تو بچو!اب پانی کا انتظام تو ہوگیا مگر کھانے کا کیا ہوا۔ یہ کام بھی خُدا نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ پھراس کا کرنا کیا ہوا کہ یمن کا ایک قبیلہ جُرہم جوشام کی طرف جارہا تھا،راستہ بھول گیا۔ یہ راستہ بھُولنے کا واقعہ مکّہ کے قریب ہوا۔قبیلہ وہیں ٹھہر گیا۔ایک دن انہوں نے پانی کا پرندہ فضا میں اُڑتے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ صحرا میں پانی کے پرندوں کا کیا کام؟

اُن کے سردار نے کہا کہ اس علاقے سے تو ہم کئی بار گزرے ہیں۔ یہاں پانی تو نہیں ہے پھر آج پانی کا پرندہ کیسا؟ سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ دیکھا جائے کہ ماجرا کیا ہے۔ چنانچہ چند آدمی روانہ کئے گئے۔وہ کیا دیکھتے ہیں کہ صاف وشفاف پانی کا چشمہ جاری ہےاور ایک تنہا عورت معصوم بچّے کے ساتھ اس کے پاس بیٹھی ہے۔فوراً وہ لوگ اپنے سردار کے پاس آئے اور سارا واقعہ سُنایا۔قبیلہ کے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ وہ بھی پانی کے لئے پریشان تھے۔ پورے قبیلے نے اس جانب کوچ کیا۔

قبیلہ جرہم کے دل میں حضرت ہاجرہؓ کے لئے انتہائی احترام کے جذبات تھے کیونکہ وہ اس معجزہ پر حیران تھے آخر ان کے سردار نے بہت عزّت کے ساتھ حضرت ہاجرہؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں پڑاؤ ڈال لیں۔ حضرت ہاجرہؓ اس نئے خُدائی انعام پر حیران رہ گئیں۔خُدا کی حمد کرتے ہوئے انہوں نے خوشی سے اجازت دے دی۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تنہائی کو بھی دُور کردیا۔ اس قبیلہ کے سردار کا نام مضاض بن عمرو جرہمی تھا۔اور یہ قبیلہ تھا جو مکّہ میں آباد ہوا۔

میں نے پہلے بتایا تھا کہ صحراؤں میں پانی بہت قیمتی ہوتا ہے اور جو بھی قافلے اِدھر سے گزرتے وہ حضرت ہاجرہ کی اجازت سے ٹھہر جاتے۔اپنے ساتھ لائی ہوئی کھانے کی چیزوں میں سے اُن کی خدمت میں کچھ پیش کرتے۔پانی سے پیاس بُجھاتے اور اپنے سفر پر روانہ ہوجاتے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے لئے دُور دُور کے علاقوں سے بہترین کھانے کی چیزوں کا انتظام کردیا۔پھر اس کی قدرت دیکھو کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بچپن ہی میں صحرا میں پانی جیسی نعمت ''چشمہ'' کا مالک بنا کر ایک طرح مکّہ کی بادشاہت اُن کے سپرد کردی۔

پھر بچو! مکّہ میں مسلسل قافلے آتے اور پانی کی وجہ سے حضرت ہاجرہؓ کے احسان مند ہوتے۔اس طرح حضرت ہاجرہؓ کی عزت واحترام میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔

کچھ لوگ وہاں مستقل رہنے لگے۔اپنے اپنے خیمے لگالئے۔اس طرح بستی کی شکل ابھرنے لگی۔پانی ملا تو صحرا میں کھجور کے درخت اُگ آئے۔گویا نخلستان بن گئے۔اس طرح مکّہ میں قدرتی سبزہ کا بھی انتظام ہوگیا۔خُدا کا جو وعدہ تھا کہ میں اس کو شہر بناؤں گا۔اس لئے ضروری سامان مہیا کردیئے۔یوں آہستہ آہستہ مکّہ آباد ہونے لگا۔نئے آنے والے لوگ چشمہ کی مالک حضرت ہاجرہؓ کی فرمانبرداری کرتے تھے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کی پرورش قبیلہ جرہم کے افراد میں ہوئی۔وہ آپؑ کی معصوم اداؤں

اور فطری نیکیوں سے بہت متاثر تھے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی زبان عبرانی تھی۔ لیکن اس قبیلہ میں رہنے کی وجہ سے عربی بھی سیکھ لی۔ اس طرح مکّہ میں عربی زبان بولی جانے لگی۔

مکّہ کو جو حقیقی برکت نصیب ہوئی وہ خانہ کعبہ کی وجہ سے تھی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

''پہلا گھر جو لوگوں کے فائدے کی غرض سے خُدا کی عبادت
کے لئے بنایا گیا وہ وہی ہے جو وادی مکّہ میں برکت دیا گیا
ہے۔ اور ہدایت کا باعث بننے والا ہے۔'' (آل عمران ۹۷)

میرے پیارے بچو! میں آپ کو اس وقت صرف مکّہ کے بارے میں بتا رہی ہوں۔

مکّہ کو ایک اور فضیلت حاصل ہے۔ اور وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی ہے۔

جب حضرت اسمٰعیلؑ تقریباً تیرہ سال کے ہوئے تو وہ مشہور واقعہ ہوا جب حضرت ابراہیمؑ نے ان کو خُدا کے حکم سے قربان کرنا چاہا۔ اور خُدا تعالیٰ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اسمٰعیلؑ کی جگہ ایک مینڈھا قربان کر دے۔ (سورۃ صٰفٰتُ)

(حج کے موقع پر جو قربانی دی جاتی ہے وہ اسی یاد کو تازہ کرتی ہے۔ ہر سال لاکھوں مسلمان عیدالاضحیٰ کے موقع پر اسی یاد کو مناتے ہیں۔)

ہاں تو بچّو! جس طرح خُدا نے کہا تھا کہ میں اس کو برکت دوں گا اور اس کی اولاد گنی نہیں جا سکے گی۔ حضرت اسمٰعیلؑ جب جوان ہوئے تو اِن کی شادی قبیلہ جرہم کے سردار مضاض بن عمرو کی بیٹی سے ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کو بارہ بیٹے دیئے۔ اِن میں بڑے بیٹے کا نام ثابت اور چھوٹے کا قیدار تھا۔ بائیبل میں اِن لڑکوں کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ بنیت جو نابت کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۲۔ قیدار۔ ۳۔ اوبئیل۔ ۴۔ مسام۔

۵۔شماع۔ ٦۔دومہ۔ ۷۔سا۔ ۸۔حدر۔ ۹۔ تیا۔ ۱۰۔یطور۔ ۱۱۔نفیس۔ ۱۲۔قومہ
(پیدائش باب ۲۵ آیت ۱۳ تا ۱٦)

یعنی ان کی اولاد میں قبیلہ کی شکل اختیار کر لی۔ اِن کے ناموں پر قوموں کے نام تھے۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ بدل گئے۔

سارے عرب فلسطین اور یمن کی طرف حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد پھیلی ہوئی تھی۔ عرب کے زیادہ تر لوگ جو قریش کہلاتے تھے۔ وہ قیدار کی نسل سے ہیں۔

حضرت اسمٰعیلؑ مکّہ کے پہلے بادشاہ تھے۔ کیونکہ خانہ کعبہ کے وہی متولّی تھے۔ چشمۂ زمزم کے مالک تھے۔ مکّہ ان کی وجہ سے آباد ہوا۔ پھر ان کی زندگی میں ہی ان کی اولاد نے بہت ترقی کی۔ جو قافلے پانی کی وجہ سے مکّہ آتے تھے وہ حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی اولاد کو ایک مقدس گھر کا طواف کرتے دیکھتے تھے۔ تو وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور اپنی مشکلات اور پریشانیوں سے بچنے کے لئے دُعائیں مانگتے وہ قبول ہو جاتیں۔ جس کی وجہ سے کعبہ کی شہرت پھیلنے لگی۔ مکّہ ایک شہر بن گیا۔ پُر رونق شہر، (مشہور مصنف بطلیموس باخوت صموری کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ مکّہ طول بلد ۷۸ درجہ اور عرض بلد ۳۰ء۲ درجہ پر واقع ہے)

اس طرح سارا سال ہی عرب کے قبائل کعبہ کا طواف کرتے اور حج کے موسم میں تو میلہ کا سماں ہوتا۔ نہ صرف عرب بلکہ اس کے قرب و جوار سے بھی لوگ کعبہ کی شہرت سُن کر آتے تھے۔ اس طرح مکّہ میں تجارت کی ابتدا ہوئی۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے زمانہ میں مکّہ نے بہت ترقی کر لی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنی اولاد کو پھلتا پھولتا اور ترقی کرتا ہوا دیکھا۔ آخر خُدا کا بلاوا آ گیا اور آپ ۱۳۷ سال کی عمر میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔[1]

---

[1] پیدائش باب ۲۵ آیت ۱۷

حضرت اسمٰعیلؑ کے بڑے بیٹے نابت کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ ان کے زمانہ میں خُدا کے گھر کی عزت وشہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اس کی ایک وجہ تاریخ دان یہ بتاتے ہیں کہ ان کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل کے شہر ''اُر'' کے رہنے والے تھے اور دادی مصر کی۔ اس طرح دونوں علاقوں کے تجارتی قافلے مکّہ میں قیام کر کے گزرتے تھے۔ اس طرح خُدا تعالیٰ نے مکّہ کو عالمی شہرت عطا کر دی۔ قافلے چاہے وہ تجارت کی غرض سے آئیں خواہ کعبہ کے طواف کے لئے لیکن خانہ کعبہ کی عظمت کی وجہ سے اس پر چڑھاوا چڑھاتے۔ اس طرح کعبہ میں بڑی دولت جمع ہونے لگی۔ جو حاجیوں کے آرام وآسائش وغرباء کی مدد پر خرچ ہوتی اور یوں مکّہ ایک امیر شہر بن گیا۔

نابتؑ کے انتقال کے بعد ان کے نانا مضاض بن عمرو جرہمی کو کعبہ کا متولّی بنا دیا گیا۔ اس طرح مکّہ کی بادشاہت اب قبیلہ جرہم کے پاس آ گئی۔ تقریباً ۲۶۰ چھ سو ساٹھ سال تک اس قبیلہ کو یہ سعادت حاصل رہی۔[۱]

پھر یوں ہوا کہ ایک اور قبیلہ جس کا نام خزاعہ تھا اس کی بھی یہی خواہش تھی کہ وہ مکّہ کا سردار ہو۔ چنانچہ انہوں نے قبیلہ جرہم سے لڑائی کی۔ ان کا مقصد صرف مکّہ کی سرداری نہیں تھا بلکہ ان کی نظر کعبہ کی دولت پر تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ خُدا کا کرنا کیا ہوا کہ قبیلہ جرہم کے سردار نے فیصلہ کیا کہ ہم کعبہ کی دولت اور چشمہ کو ان کے ہاتھ میں نہیں جانے دیں گے۔ انہوں نے خزانہ چشمہ میں ڈال کر اس چشمہ کو مٹی سے ڈھانپ دیا۔ اس طرح یہ مقدس چشمہ گم ہو گیا۔ جو مکّہ کی آبادی کا موجب ہوا تھا۔

جب قبیلہ خزاعہ مکّہ میں داخل ہوا تو چشمہ غائب تھا۔ ان کے سردار کو بڑی حیرت ہوئی۔ تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ اس زمانے میں کنوئیں کھودنے کا رواج تھا۔ اس طرح کچھ نہ کچھ پانی حاصل ہو جاتا تھا۔

---

[۱] بروج الذہب جلد دوئم صفحہ ۵۱

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مکّہ کی شہریت اور کعبہ کی عظمت برابر بڑھ رہی تھی۔ مکّہ سارے عرب کا مذہبی مرکز بن چکا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ فیصلہ کیا تھا۔ وہ برابر اس شہر کو ترقی دینے کے ساتھ اس کی شہرت کو بھی بڑھا رہا تھا۔ اس قبیلہ نے مکّہ پر تقریباً پانچ سو سال حکمرانی کی۔ لیکن اس قبیلہ کا تعلق حضرت اسمٰعیلؑ یا اُن کی اولاد سے تو نہیں تھا۔ اور آپ کو تو معلوم ہے کہ خُدا تعالیٰ نے یہ نعمتیں حضرت اسمٰعیلؑ یا ان کی اولاد کے لئے دی تھیں۔ اور پھر خُدا کا سب سے پیارا جس کی خاطر اس شہر کو بسایا تھا۔ اس کے آنے کا وقت بھی قریب آ رہا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ اب یہ انعامات، یہ دولت، یہ بادشاہت، یہ سعادت جس کا حق ہے اسی کو دی جائے۔

پھر بچو! قبیلہ قریش میں قصّی بن کلاب پیدا ہوا۔ کہتے ہیں وہ پانچویں صدی عیسوی میں پیدا ہوا۔[1] جب یہ بچہ جوان ہوا تو اس نے سوچا کہ یہ حق تو میرے باپ دادا یا ان کی اولاد کا ہے۔ لیکن وہ غریب تھا۔ سردار سے ٹکر لینے کی جرأت نہ تھی کیونکہ سارا قبیلہ قریش عرب میں بکھرا ہوا تھا۔

اس نے ایک ترکیب سوچی۔ وہ مکّہ آیا۔ اتفاق سے اس کو حُلیل کی بیٹی حِبّی سے شادی کرنے کا موقع مل گیا۔ حِبّی اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اس لئے باپ کے مرنے کے بعد سرداری اس کو ورثے میں ملی اور آسانی سے قصی بن کلاب کے ہاتھ میں آ گئی۔[2] اس نے آہستہ آہستہ مکّہ کی حکومت پر بھی اپنا حق جمانا شروع کیا جس کی وجہ سے جھگڑا ہوا لیکن اس لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

دونوں فریقوں نے ایک ثالث مقرر کیا۔ جس نے قصیؔ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ہونے کی وجہ سے مکّہ کا سردار اور کعبہ کا متولّی قرار دیا۔

ان تمام حقائق کو ہم جیسے انسان حسنِ اتفاق کہتے ہیں۔ لیکن یہ حسنِ اتفاق نہیں۔

---

[1] سیرت النبیؐ ابن خلدون [2] سیرت النبیؐ شبلی نعمانی صفحہ ۱۶۳

ایسے اہم امور خُدائی تصرّف سے ہوا کرتے ہیں۔

جب خُدا نے دیکھا کہ اب میرے محبوب کے آنے کا وقت کافی قریب آرہا ہے تو اُس نے سچے وارثوں کو چن کر یہ انعامات اُن کی جھولی میں ڈال دیئے کہ آؤ! اب ایک نئے عزم کے ساتھ اُس وجود کے استقبال کی تیاریاں شروع کردو جو میرا محبوب ہے۔

اس طرح لمبے عرصہ کے بعد مکّہ کی حکومت قریش کے ہاتھ آ گئی۔ مکّہ یوں تو شہر بن چکا تھا مگر اُس میں سوائے خانہ کعبہ کے کوئی گھر پکا نہیں تھا۔ جو لوگ بھی یہاں آباد ہوئے وہ اس گھر کی عظمت کی وجہ سے پکا گھر نہیں بناتے تھے۔ پھر گھر بھی فاصلے فاصلے سے بنائے گئے تھے جو یا تو گھاس پھوس کے تھے یا چھپر تھے۔

قصیؔ بن کلاب بہت سمجھدار اور منتظم انسان تھا۔ اُس نے عرب سے قریش کی تمام شاخوں کو جمع کر کے مکّہ میں آباد کیا۔[1] ساتھ ہی کعبہ کی حفاظت کہ پیش نظر اُس نے کافی میدان چھوڑ کر قریش کو اُس مقدس گھر کے اردگرد پکّے مکانات بنانے پر راضی کر لیا تا کہ پھر کوئی اور قبیلہ اُس گھر کہ آس پاس آباد نہ ہو سکے۔

اس طرح بچو! مستقل طور پر کعبہ کی حفاظت قریش کا مقدر بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو ایک بار پھر مکّہ میں کثرت عطا کی۔ اُن کی حکومت تھی اور وہی خانہ کعبہ کے محافظ بھی تھے۔ اور جو اُس گھر کا متولّی ہو وہی قبیلہ کا سردار اور مکّہ کا حاکم ہوتا۔ سارے عرب میں اُس کا قبیلہ عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

قصّی بن کلاب نے قریش کو منظم کیا۔ مکّہ میں جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی اور یہ پہلی حکومت تھی جو مکّہ میں قائم ہوئی۔ حکومت کے اہم کام مختلف قبائل کے ذمّہ لگائے۔ ایک کونسل ہال جس کو دار الندوۃ کہتے تھے تعمیر کیا۔ جہاں قریش اپنے قومی کام باہم صلاح مشورے سے کرتے تھے۔[2]

---

[1] سیرت خاتم النبیینؐ جلد اوّل [2] سیرت النبیؐ شبلی نعمانی صفحہ ۱۶۳

پیارے بچّو! سچے وارث یعنی خُدا کے محبوب میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیدائش سے ڈیڑھ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک جمہوری حکومت قائم کی جہاں کسی فرد کی آزادی پر کوئی پابندی نہ تھی مکّہ کی تاریخ میں سب سے نمایاں کام کرنے والا شخص یہی قصّی بن کلاب نظر آتا ہے۔اُس کے چھ بیٹے تھے۔سب سے بڑا عبدالدار تھا۔اُس کو باپ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔یعنی کعبہ کی خدمت اُس کے حصّہ میں آئی اور ریاست کا سارا انتظام چھوٹے بیٹے مناف کو ملا۔

عبدالدار اپنے باپ قصّی بن کلاب کی طرح انتظامی صلاحیتیں نہ رکھتا تھا اس وجہ سے وہ اس اہم کام کو بہتر طور پر سرانجام نہ دے سکا اس کے بعد اس کے بیٹے یہ خدمات انجام دینے لگے۔

عبد مناف کو خُدا نے چار بیٹے دیئے تھے اور یہ چاروں ہی اپنے دادا کی طرح قابل تھے۔عبد مناف کی وفات کے بعد اُن لڑکوں نے جن کے نام عبدالشّمس، مطلّب، ہاشم اور نوفل تھے اپنے بڑے چچا عبدالدار کے بیٹوں سے کعبہ کی خدمت کو حاصل کرنا چاہا اور قریب تھا کہ لڑائی ہو جاتی مگر دوسرے لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا اور خُدا کی منشاء کے عین مطابق صلح صفائی سے حاجیوں کی خدمت کرنے کا سارا انتظام ان بھائیوں کو مل گیا۔ بھائیوں نے مشورہ کر کے یہ کام اپنے بھائی ہاشم کے سپرد کر دیا۔ہاشم نہایت خوبصورت، معاملہ فہم اور قابل آدمی تھے۔[۱] اُنہوں نے حاجیوں کی بڑی خدمت کی قبیلہ سے اُن کی ضروریات کا سامان جمع کرتے غریب حاجیوں کے کھانے پینے اور ٹھہرانے کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ایک دفعہ کیا ہوا کہ مکّہ میں بڑا سخت قحط پڑا اور لوگ فاقے کرنے لگے۔ہاشم کو بہت دُکھ ہوا وہ اپنی دولت لے کر شام گئے اور وہاں سے روٹیاں بوریوں اور تھیلوں میں بھر کر اُونٹوں پر لاد کر مکّہ لائے اور وہی اونٹ جن پر روٹیاں لدی تھیں ذبح کئے۔اُن کا شوربہ

[۱] سیرت النبیین جلد اوّل

تیار کیا۔اسی شوربہ میں روٹیوں کا چورا کر کے ثرید بنایا اور خوب پیٹ بھر کر لوگوں کو کھلایا اور اس طرح ایک لمبے عرصہ کے بعد اہلِ مکّہ کو فراوانی سے کھانا نصیب ہوا۔اُس پر انہوں نے ان کو ہاشم کہنا شروع کر دیا۔[1] اصل میں اُن کا نام عمرو تھا۔عربی میں ہشم چورا کرنے کو کہتے ہیں۔

یہ فیاض انسان یعنی ہاشم ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کے پڑ دادا تھے یمن اور شام کے ساتھ مکّہ کی تجارت اُن کی وجہ سے شروع ہوئی۔

ہاشم نے مدینہ کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنی نجار کی لڑکی سلمٰی سے شادی کی۔ یہ لڑکی اپنی شرافت وفراست اور حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ ہاشم اپنی بیوی کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے مگر زندگی نے ساتھ نہ دیا اور غزہ کے مقام پر ان کا انتقال ہوگیا۔ان کی وفات کے بعد اُن کا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔

شیبہ اپنی ماں کے ساتھ قریبًا آٹھ برس مدینہ میں رہے۔ہاشم کے بھائی مطلّب کو جب اپنے بھائی کے بیٹے کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ مدینہ جا کر ان کو اپنے ساتھ مکّہ لے آئے جانتے ہو یہ شیبہ کون تھے؟ یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کے دادا جان تھے۔ یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے کہ یہ مدینہ میں تھے مگر خُدا ان کو مکّہ لایا کہ یہاں پر اس شہر میں خُدا کا محبوب پیدا ہوگا۔ یہ شہر میں صرف اپنے پیارے کے لئے بنا رہا ہوں۔ مدینہ میں شیبہ آپ کا کیا کام۔

میرے بچو! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے ہی مکّہ اور مدینہ کے قبائل آپس میں محبت و اخوت کے رشتوں میں جوڑے جا رہے تھے ایک بات بتانا تو میں بھول ہی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دادا تو عبدالمطلّب کے نام سے مشہور تھے۔شیبہ کو تو کوئی جانتا نہ تھا۔اصل میں ہوا یوں کہ جب مطلّب شیبہ کو لے کر مکّہ میں داخل ہوئے تو لوگوں

---

[1] طبقات ابن سعد عنوان ہاشم

نے دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت اور ذہین بچہ مطلّب کے ساتھ آیا ہے تو قریش سمجھے کہ مطلّب اپنے لئے غلام لے کر آئے ہیں۔اس وجہ سے مکّہ والے شیبہ کو عبد المطلّب یعنی مطلّب کا غلام کہنے لگے۔[۱]

عبد المطلّب بچہ تھے۔اس وجہ سے خانہ کعبہ کی حفاظت،حاجیوں کی خدمت کا کام مطلّب نے اپنے ذمّہ لے لیا۔لیکن جب عبد المطلّب جوان ہوئے اور اُن کے چچا کی وفات ہوگئی تو اس سعادت کو حاصل کرنا چاہا۔مگر دوسرے چچا نوفل نے قبضہ کرلیا۔

عبد المطلّب کے تین بھائی اور تھے۔لیکن وہ اتنے قابل اور لائق نہ تھے کہ بھائی کی مدد کرتے۔آپ نے اپنے قبیلہ سے مدد مانگی۔ جب وہ بھی اس پر آمادہ نہ ہوئے تو انہوں نے اپنے نانا کو کہلا بھیجا کہ میرا چچا مجھے ورثہ نہیں دیتا۔میرا حق لینے میں میری مدد کی جائے چنانچہ آپ کے نانا نے اَسّی (۸۰) آدمی مکّہ بھجوائے۔ جونہی یہ لوگ پہنچے اس وقت نوفل مسجد الحرام میں بیٹھا تھا۔خوف زدہ ہوگیا اور عبد المطلّب کے حق میں دستبردار ہوگیا۔ایک بار پھر بچو غور کرو! کہ جب مکّہ والوں نے حقدار کو حق دینے سے گریز کیا تو خُدا نے مدینہ کے لوگوں کو کھڑا کردیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ جہاں مکّہ کے لوگوں کو سمجھا رہا تھا کہ یہ شہر اور اس کے انعامات میرے محبوب کے لئے ہیں وہاں وہ مدینہ کے لوگوں کو بھی بتا رہا تھا کہ وقت آنے پر تم نے اس مقدس وجود کی مدد کرنی ہے۔

عبد المطلّب بڑے خوبصورت، قد آور تندرست جوان تھے۔عربی زبان کی خوبصورت ادائیگی میں مشہور تھے۔انتہائی شریف اور حلیم الطبع تھے۔جو بھی آپ کو دیکھتا فدا ہوجاتا۔آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ایک خُدا کی عبادت کرتے۔شراب نوشی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے سخت متنفّر تھے۔اپنی اولاد کو ظلم وستم سے باز رہنے کی تلقین کرتے تھے۔قریش حضرت عبد المطلّب کی اِن خصوصیات کی وجہ سے بڑی عزت کرتے

[۲] سیرۃ ابن ہشام عنوان عبد المطلّب

تھے۔ اوران کو اپنا سردار ماننے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ عبدالمطلّب کے دس بیٹے تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے والد ماجد تھے۔

ادھر اللہ تعالیٰ عرب کے لوگوں کو سمجھا رہا تھا کہ اسی خاندان میں میرا پیارا آنے والا ہے۔ اس لئے اس کی رحمتوں کی بارش اور بڑھ گئی۔ اور وہ اس طرح کہ چاہِ زمزم جو ایک لمبے عرصہ سے گُم ہو چکا تھا اب خُدا نے اس کو جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت عبدالمطلّب کو خواب میں وہ جگہ بتائی گئی جہاں چشمہ تھا۔ جب وہاں کھدائی کی گئی تو چشمہ مل گیا اور ساتھ ہی وہ دولت جو اس میں دفن تھی وہ بھی مل گئی۔ اس طرح خُدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دادا کی عزت کو قریش میں اور بھی بڑھا دیا۔

پھر ایک اور واقعہ ہوا جو اصحاب فیل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یمن کے گورنر ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کر کے اسے گرانے کا ارادہ کیا۔ وہ مکّہ کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے کچھ سپاہیوں نے حضرت عبد المطلّب کے اُونٹ چرا لئے۔ ادھر ابرہہ نے رعب ڈالنے کے لئے قریش کے سردار کو بلا بھیجا۔ جانے سے پہلے عبد المطلّب نے تمام سرداروں سے مشورہ لیا کہ کیا کیا جائے۔ سب جانتے تھے کہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ آسان نہیں۔ طے یہ پایا کہ لڑائی نہیں کرنی چاہیئے۔

عبدالمطلّب ابرہہ سے ملے۔ وہ آپ کی ذہانت اور فہم وفراست سے بہت متاثر ہوا۔ ابرہہ کا خیال تھا کہ یہ ضرور درخواست کریں گے کہ کعبہ کو نہ گرایا جائے۔ لیکن اس کی توقع کے خلاف آپ نے کہا کہ ’’میرے اُونٹ مجھے واپس کر دو۔ تمہارے سپاہیوں نے میرے اُونٹ پکڑ لئے ہیں۔‘‘ ابرہہ غصہ سے بولا کہ تم کیسے قریش کے سردار ہو۔ خانہ کعبہ کی کوئی فکر نہیں اپنے اونٹوں کا قصہ لے بیٹھے ہو۔ عبدالمطلّب نے کہا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں مجھے اونٹوں کی فکر ہے۔ اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔

یہ بات بچو! اس چیز کی دلیل تھی کہ عبدالمطلّب کو خُدا کی ذات پر پورا بھروسہ تھا۔ آپ کو یقین تھا کہ خُدا اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ اور خُدا نے حفاظت کی۔ اس نے اس تمام لشکر کو تباہ کر دیا۔[۱]

یہ واقعہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے ہوا۔ ان تمام واقعات کی وجہ سے آپ کے دادا کی شان میں نمایاں اضافہ ہوا۔ عرب میں مکّہ کی حیثیت اور بلند ہو گئی۔ اس گھر کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ قریش کی شاخ بنو ہاشم سارے علاقے میں سب سے معزز اور قابلِ احترام گنے جاتے۔

میرے پیارے بچو!

تم جو باغِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ننّھی کلیاں ہو ذرا غور تو کرو اپنے خُدا کی شان پر اس کی عظمت پر اور اس کے انتظامات پر کہ حضرت اسمٰعیلؑ کو جو تین انعامات دیئے گئے یعنی چشمۂ زمزم۔ خانہ کعبہ کی خدمت اور مکّہ کی سرداری وہ تینوں آپؐ کے دادا کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ اور اس طرح سے خُدا نے دُنیا کو بتا دیا کہ میں نے یہ مکّہ۔ یہ کعبہ۔ یہ زمزم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سنبھال کر رکھے تھے۔ اب آپؐ کو مل جائیں گے۔ دُنیا کی کوئی طاقت ان انعامات سے آپؐ کو، آپؐ کے ماننے والوں کو اور آپؐ سے سچی محبت رکھنے والوں کو محروم نہیں کر سکتی۔ یہ ازل سے فیصلہ ہے جو ابد تک جاری رہے گا۔

بچّو! مکّہ کو دُنیا کی ناف بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ دُنیا کا مرکز ہے اور جب آپؐ پیدا ہوئے اُس وقت اس کرۂ ارض کہ بہت سے حصّے دریافت نہیں ہوئے تھے۔ لیکن بعد میں جب سارے براعظم دریافت ہو گئے تو حقیقتاً مکّہ دُنیا کی ناف بن گیا پھر جو زبان مکّہ میں بولی جاتی ہے یعنی عربی اس کو خُدا نے تمام زبانوں کی ماں قرار دیا۔ گویا میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کا شہر دُنیا کا مرکز، خُدا کا گھر آپ کے لئے۔ آپ کی زبان ساری زبانوں کی

[۱] سورۃ الفیل

جامع ۔آپؐ کی ذات کائنات کا مقصود۔آپ کے اخلاق الٰہی صفات کا عکس ۔آپ کا کردارانسانیت کی انتہا۔آپؐ کا حسن خُدائی نور سے سجا ہوا۔آپ کا وجود خُدا کا محبوب۔
یہ ساری باتیں مرکز تھیں۔قانونِ خُداوندی ہے کہ ہر شے مرکز کے گرد چکر لگاتی ہے اور مرکز سے طاقت پاتی ہے اور زندہ رہتی ہے گویا ہر حسن، ہر خوبی اور ہر صفت کا مرکز میرے آقا کی ذات ہے جبھی تو خُدا نے آپؐ کو دُنیا کے مرکز مکّہ میں پیدا کیا۔
آپ کی پیدائش سے قبل ہی مکّہ کا اپنا ایک مقام تھا مگر آپ کے بعد اس کی عزت و احترام میں نمایاں اضافہ ہوا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساری دُعائیں اس شہر کے حق میں قبول ہوئیں۔
اب میں آپ کو ایسی بات بتاتی ہوں کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔آپ کو وہ دُعا تو یاد ہے نا جو حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے کی تھی کہ
''اے خُدا اُن کو دُنیا کہ بہترین پھل اور میوے دے۔''
اس دُعا کی غرض یہ تھی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے آپ کو دُنیا کی نعمتوں سے محروم سمجھیں کہ ہم جو خُدا کے گھر کی خدمت کے لیے ہیں ہم وہ نعمتیں حاصل نہیں کر سکتے بلکہ تو انہیں ہر قسم کے اعلیٰ درجہ کے پھل کھلا۔اور انعامات سے نواز تا کہ اُنہیں معلوم ہو کہ جو اس کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیتا ہے خُدا سب کچھ ان کے قدموں میں لا ڈالتا ہے۔چنانچہ حاجی اس معجزہ کے چشم دید گواہ ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے روٹی نہیں مانگی بلکہ پھل جیسی نازک چیز جو کہ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد سڑنے لگتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نعمتیں اُس وقت پیدا نہیں ہوئی تھیں۔لیکن حج کے موقع پر مکّہ میں ہندوستان کے گنّے۔طائف کے انگور اور انار دیکھے ہیں۔سارے یورپ میں اٹلی کے انگور بہت مشہور ہیں۔مگر جو مٹھاس لذّت مکّہ کے انگوروں میں ہے وہ کہیں نہیں اسی طرح کابل اور قندھار کے انار ساری دُنیا میں مانے جاتے ہیں مگر جو انار

مکّہ میں ملتے ہیں ان کی لذت کا جواب نہیں ہے[۱]

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ اس کائنات کا سب سے خوبصورت اور شیریں محبت اور پیار سے رچا ہوا وجود اس زمین میں پیدا ہوا۔ آپؐ کے نام ''محمدؐ'' کا اعلان خانہ کعبہ میں کیا گیا اور آپؐ کے وجود پر نثار ہونے والے پروانے دیوانہ وار اس گھر کا طواف کرتے ہوئے آج بھی لبیك لبیك اللّٰھُمَّ لبیك لاشریك لك لبیك کی صدائیں بلند کرتے ہیں اور اے مکّہ تیری فضاؤں کے دوش پر تیرتی ہوئی یہ آوازیں دُنیا میں سنائی دیتی ہیں۔ اور دیتی رہیں گی۔

تو عظیم ہے تو مقدس ہے۔ تیری عظمت کے امین ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔

تیری عظمت

تیرے تقدّس

کو

سلام

---

[۱] تفسیر کبیر سورۃ بقرہ صفحہ ۱۷۴